فرشتے مختلف شکلوں کے ہوتے ہیں:

حضرت عمر کی روایت کے بموجب حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک اعرابی (دیہاتی) کی شکل میں آئے۔ روایت یہ ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا جس کے کپڑے انتہائی صاف اور سفید تھے۔ اس کے بال بے حد سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہیں دکھائی دے رہا تھا اور وہ ہم سب کے لئے اجنبی تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام ایمان، احسان اور قیامت اور اس کی نشانیوں کے بارے میں سوالات کئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ چلا گیا۔

ذرا دیر بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو یہ پوچھنے والا کون تھا؟ حضرت عمر نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جبرئیل تھے تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (متفق علیہ)

حضرت جبرئیل کبھی کبھی فرشتہ کی صورت میں رسول اللہ کے پاس آتے تھے۔ وحی کی کیفیت بتاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی جبرئیل فرشتہ کی صورت میں آتے تھے اور مجھ سے بات کرتے تھے اور جو وہ کہتے تھے اسے میں یاد کر کے محفوظ کر لیتا تھا۔ (متفق علیہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو فرشتے مہمان بن کر آئے تھے وہ انسانی شکل میں آئے تھے۔ قرآن میں ہے کہ: ﴿ هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَٰهِيمَ ٱلْمُكْرَمِينَ ﴿٢٤﴾ إِذْ دَخَلُوا۟ عَلَيْهِ فَقَالُوا۟ سَلَٰمًا ۖ قَالَ سَلَٰمٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهُۥٓ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٢٧﴾ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا۟ لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَٰمٍ عَلِيمٍ ﴿٢٨﴾ ﴾ (الذاریات: ٢٤ – ٢٨) ترجمہ: اے نبی، ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت بھی تمہیں پہنچی ہے؟ جب وہ اس کے ہاں آئے تو کہا آپ کو سلام ہے۔ اس نے کہا آپ لوگوں کو بھی سلام ہے۔ کچھ ناآشنا سے لوگ ہیں پھر وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور ایک (بھنا ہوا) موٹا تازہ بچھڑا لا کر مہمانوں کے آگے پیش کیا۔ اس نے کہا آپ حضرات کھاتے نہیں؟ پھر وہ اپنے دل میں ان سے ڈرا۔ انہوں نے کہا ڈریئے نہیں، اور اسے ایک ذی علم لڑکے کی پیدائش کا مژدہ سنایا۔ اسی طرح حضرت جبرئیل حضرت مریم علیہا السلام کے پاس انسانی صورت میں تشریف لائے اور حضرت مریم کو حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت دی۔ اللہ تعالی

نے فرمایا: ﴿فَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾﴾ (مریم: ١٧) ترجمہ: اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح کو (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا. اسی طرح اس حدیث میں ہے کہ فرشتہ انسانی صورت میں آیا جس میں کوڑہی، لنگڑے اور اندھے کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک کوڑہی ایک لنگڑا اور ایک اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لینا چاہا اور فرشتہ کو انسان کی صورت میں ان تینوں کے پاس بھیجا۔ فرشتے نے کوڑہی سے پوچھا کہ اپنی پسندیدہ چیز بتاؤ۔ اس نے کہا کہ خوبصورت رنگ، خوبصورت جلد چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ کوڑہ کی جس کیفیت سے دوچار ہوں نکل جاؤں تاکہ لوگ مجھ سے گھن نہ کریں۔ فرشتہ نے اسے چھوا اور وہ بھلا چنگا ہو گیا۔ (متفق علیہ) اللہ تعالی نے فرشتوں کو اس کی طاقت اور قدرت عطا کی ہے کہ وہ جس شکل کو چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔

فرشتوں کا مسکن: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ، وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطَّتِ السَّمَاءُ، وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ» میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان سے چرچراہٹ کی آوازیں آتی ہیں اور اسے چرچرانا ہی چاہئے کیوں کہ آسمان میں چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ موجود نہ ہو اور اس کی پیشانی اللہ کے سامنے سجدہ ریز نہ ہو۔ (ترمذی وابن ماجہ)

معراج والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «فَرُفِعَ لِي البَيْتُ المَعْمُورُ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ، فَقَالَ: هَذَا البَيْتُ المَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ » پھر مجھے بیت المعمور دکھایا گیا۔ میں نے اس کے بارے میں جبرئیل سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ یہ بیت المعمور ہے۔ یہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے نمازیں ادا کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

فرشتوں کی نماز: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَٱلصَّٰٓفَّٰتِ صَفًّا ﴿١﴾ فَٱلزَّٰجِرَٰتِ زَجْرًا ﴿٢﴾ فَٱلتَّٰلِيَٰتِ ذِكْرًا ﴿٣﴾ إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَٰحِدٌ ﴿٤﴾﴾ (الصافات: ١ – ٤) ترجمہ: قطار در قطار صف باندھنے والوں کی قسم، پھر ان کی قسم جو ڈانٹنے پھٹکارنے والے ہیں، پھر ان کی قسم جو کلام نصیحت سنانے والے ہیں تمہارا معبود حقیقی

بس ایک ہی ہے۔ اللہ تعالی نے اس آیت میں صف بندی کرنے والوں کی قسم کھائی ہے۔اس سے مراد فرشتے ہیں جو اللہ کے حضور نماز اور اس کی عبادت کے لئے صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: «أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟» فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: «يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُوَلَ وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ» جس طرح فرشتے اپنے رب کے سامنے صفیں بناتے ہیں اسی طرح تم کیوں نہیں کرتے ؟ صحابہ کرام نے پوچھا کہ فرشتے کس طرح صف بندی کرتے ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا:وہ پہلے ایک صف مکمل کرتے ہیں پھر دوسری اور آپس میں مل مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔(مسلم) اللہ تعالی نے فرشتوں کی کیفیت بتاتے ہوئے قرآن کریم میں فرمایا: ﴿ وَإِنَّا لَنَحْنُ ٱلصَّآفُّونَ ﴿١٦٥﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ ٱلْمُسَبِّحُونَ ﴿١٦٦﴾ ﴾ (الصافات: ١٦٥ – ١٦٦) ترجمہ:اور ہم صف بستہ خدمتگار ہیں اور تسبیح کرنے والے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا حال یہ تھا کہ جب اقامت کہی جاتی تو آپ لوگوں کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو جاتے اور کہتے کہ صفیں سیدھی کرو۔برابر برابر کھڑے ہو۔ اللہ تعالی چاہتا ہے کہ صف بندی میں تم فرشتوں کی پیروی کرو پھر آپ وَإِنَّا لَنَحْنُ ٱلصَّآفُّونَ والی آیت پڑھتے اور لوگوں کی طرف اشارہ کر کے کہتے کہ فلاں تم ذرا پیچھے ہو جاؤ،فلاں تم ذرا آگے آجاؤ،پھر آپ جائے امامت پر آتے اور تکبیر کہہ کر نماز شروع کرتے۔

فرشتے اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں: فرشتے اللہ تعالی سے ہمیشہ لرزاں وترساں رہتے ہیں۔ایک بندہ اللہ تعالی سے جس قدر قریب ہوتا ہے اسی قدر وہ اللہ تعالی سے ڈرتا ہے۔فرشتوں کا یہ ڈرنا اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ وہ انھیں اس کی غلطیوں کی سزا دے دے گا۔فرشتے تو معصوم ہوتے ہیں۔یہ خوف اللہ کی عظمت اور اس کے جلال کی وجہ سے ہوتا ہے۔جو اللہ کے جتنا قریب ہوتا ہے وہ اللہ کے جلال وکبریائی سے اتنا ہی واقف ہوتا ہے اور اسی اعتبار سے وہ ڈرتا رہتا ہے۔ حارث محاسبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے مقربین خواہ فرشتے ہوں یا انبیاء اللہ تعالی سے اس کی عظمت اور جلال کی وجہ سے خوف کھاتے ہیں گو کہ وہ اس کے عذاب سے محفوظ ہوتے ہیں۔ایک مرتبہ حضرت جبرئیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ لوگ اصحاب بدر کو اپنے میں کس درجہ کا شمار کرتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: ہم انھیں مسلمانوں میں سب سے افضل شمار کرتے ہیں۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ اسی طرح ہم بھی ان فرشتوں کو افضل مانتے ہیں جنھوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی تھی۔(بخاری) فرشتوں کے بھی درجات ہیں۔ان کے سرداروں میں سے یہ ہیں۔ جبرئیل، میکائیل، اسرافیل،ملک الموت ان میں سے ہر ایک کا ایک کام ہے جسے یہ اللہ کے حکم سے انجام دیتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو نماز تہجد پڑھتے تو کس چیز سے شروع کرتے۔ آپ نے بتایا کہ جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو سب سے پہلے یہ دعا پڑھتے: «اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ أَنْتَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ» (مسلم) یعنی اے اللہ، اے جبرئیل، میکائیل اسرافیل کے رب، اے زمین وآسمان کو پیدا کرنے والے، اے کھلے اور چھپے کے جاننے والے، تو اپنے بندوں کے ان معاملات میں فیصلہ کرتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ مختلف فیہ معاملات میں میری بھی تو حق کی طرف اپنی خاص اجازت سے رہنمائی فرما۔ بے شک تو ہی جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ان احادیث سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اللہ کے نزدیک فرشتوں کے مختلف درجات ہیں اور مذکورہ بالا فرشتوں کو اللہ کے یہاں خاص مقام حاصل ہے۔ حضرت جبرئیل جن کا ایک نام روح القدس بھی ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن میں قوت اور امانت کی صفات سے متصف گردانا ہے۔ فرمایا: ﴿إِنَّهُۥ لَقَوۡلُ رَسُولٖ كَرِيمٖ ١٩ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي ٱلۡعَرۡشِ مَكِينٖ ٢٠ مُّطَاعٖ ثَمَّ أَمِينٖ ٢١﴾ (التكوير: ١٩ - ٢١) ترجمہ: یہ فی الواقع ایک بزرگ پیغامبر کا قول ہے جو بڑی توانائی رکھتا ہے، عرش والے کے ہاں بلند مرتبہ ہے، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے، وہ بااعتماد ہے۔ آپ کی ذمہ داری انتہائی بلند ہے۔ آپ اللہ تعالی اور انبیاء کے درمیان سفارت کار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نبیوں کے پاس اللہ کی وحی اور اس کا پیغام لے کر آتے ہیں۔ فرمایا: ﴿وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ١٩٢ نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلۡأَمِينُ ١٩٣ عَلَىٰ قَلۡبِكَ لِتَكُونَ مِنَ ٱلۡمُنذِرِينَ ١٩٤﴾ (الشعراء: ١٩٢ - ١٩٤) ترجمہ: یہ رب العالمین کی نازل کردہ چیز ہے۔ اسے لے کر تیرے دل پر امانت دار روح اتری ہے۔ تاکہ تو ان لوگوں میں شامل ہو جو (خدا کی طرف

سے خلق خدا کو) متنبہ کرنے والے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپ سفر معراج میں رسول ﷺ کے ساتھی رہے اور ساتھ ساتھ سدرۃ المنتہی تک گئے۔ اسی طرح حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں جن کے ذمہ بارش کا انتظام ہے۔ وہ بارش جس پر تمام نباتات، حیوانات اور تمام انسانوں کی زندگی کا دارومدار ہے۔ اسرافیل علیہ السلام وہ ہیں جن کے صور میں پھونک مارنے سے سارے لوگ قیامت کے دن اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالی نے فرمایا﴿ فَإِذَا نُفِخَ فِي ٱلصُّورِ نَفۡخَةٞ وَٰحِدَةٞ ﴿١٣﴾ وَحُمِلَتِ ٱلۡأَرۡضُ وَٱلۡجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةٗ وَٰحِدَةٗ ﴿١٤﴾ فَيَوۡمَئِذٖ وَقَعَتِ ٱلۡوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾ وَٱنشَقَّتِ ٱلسَّمَآءُ فَهِيَ يَوۡمَئِذٖ وَاهِيَةٞ ﴿١٦﴾ ﴾ (الحاقة: ١٣ – ١٦) ترجمہ: پھر جب ایک دفعہ صور میں پھونک مار دی جائے گی اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا، اس روز وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا۔ اس دن آسمان پھٹے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی۔

ملک الموت یعنی موت کا فرشتہ، سو ان کا کام روحوں کو قبض کرنا ہے۔